سوال

(13,14)امام معین کی تقلید میں حدیث کی مخالفت کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) تقلید ایک امام معین کی اس طور پر کرنا کہ اگرچہ کوئی مسئلہ اپنے مذہب کا مخالف حدیث رسول ﷺ کے ہو، لیکن بوجہ تقلید معین کے اس پر اڑے رہنا اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اختیار کرنا، اس تقلید کا کتاب وسنت سے کیا حکم ہے اور تعامل صحابہ وتابعین اور اقوال مجتہدین اس باب میں کیا ہے ؟

(۲) حدیث صحیح یا حسن رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کے قول مخالفِ حدیث پر عمل کرنا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان دونوں سوالوں کا یہ ہے کہ وجہ ایسی تقلید سخت کی کہ اگرچہ قول مجتہد کا مخالف قول صاحب شریعت کے ہو، واجب سمجھنا تقلید امام معین کی ہر امورات جزئیہ میں ہے، اور جبکہ استیصال وجوبِ تقلید مجتہد معین کا ہو تو مطلب ثابت ہے، پس میں کہتا ہوں کہ وجوب تقلید مجتہد معین کی ہر امورات جزئیہ میں کسی دلیل سے دلائل اربعہ کے ثابت نہیں۔

مولانا عبدالعلی بحر العلوم نے ''شرح مسلم الثبوت'' میں لکھا ہے :

''وقیل : لایجب الاستمرار، ویصح الانتقال، وھذا ھوالحق الذی ینبغیٰ أن یؤمن به، ویعتقد علیه، لکن ینبغیٰ أن لایکون الانتقال للتلھی، فإن التلھی حرام قطعا في التمذھب کان وغیرہ، إذ لا واجب إلا ما أوجبه اللہ تعالیٰ، والحکم له، ولم یوجب علی أحد أن یتمذھب بمذھب رجل من الأمة، فإیجابه تشریع جدید۔'' انتھی (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲ ۴۳۸)

''اور کہا گیا ہے کہ استمرار واجب نہیں ہے اور انتقال درست ہے۔ یہی چیز برحق ہے، جس پر کہ ایمان لانا چاہیے اور اس پر اعتقاد رکھنا چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ انتقال لہو ولعب کے لیے ہو، کیونکہ لہو ولعب قطعاً حرام ہے، چاہے وہ مذہب کے بارے میں ہو یا اس کے علاوہ۔ کیونکہ واجب وہی کچھ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے واجب کہا ہے اور اسی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی پر واجب نہیں کیا ہے کہ وہ امت میں سے کسی شخص کے مذہب سے چمٹا رہے، لہٰذا اس کا ایجاب تشریع جدید ہے۔ ختم شد۔''

علامہ ابن امیر حاج نے ''شرح تحریر الأصول'' میں لکھا ہے :

''لو التزم مذھباً معینا کأبي حنیفة والشافعي فقیل : یلزمه، وقیل : لا، وھو الأصح۔'' انتھی (التقریر والتحریر لابن أمیر الحاج ۳ ۴۶۷)

''اور اگر اس نے کسی معین مذہب کا التزام کرلیا جیسے ابو حنیفہ اور شافعی، تو کہا گیا ہے کہ وہ اس کو لازم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ لازم نہیں اور یہی درست ہے۔ ختم شد۔''

علامہ شرنبلالی نے ''عقد الفرید'' میں لکھا ہے :

''لیس علی الإنسان التزام مذھب معین'' انتھی (العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید ص : ۳۰، مخطوط)

''کسی معین مذہب کا التزام انسان کے لیے ضروری نہیں ہے۔ ختم شد۔''

اور ''طوالع الأنوار'' میں مذکور ہے :

''وجوب تقلید مجتھد معین لاحجۃ علیہ، لا من جھۃ الشریعۃ ولا من جھۃ العقل، کما ذکرہ الشیخ ابن الھمام من الحنیفۃ فی فتح القدیر، وفی کتابہ المسمی بتحریر الأصول، وبعدم وجوبہ صرح الشیخ ابن عبد السلام فی مختصر منتھی الأصول من المالکیۃ، والمحقق عضد الدین من الشافعیۃ۔ وذکر ابن أمیر الحاج فی التقریر شرح التحریر : ان القرون الماضیۃ من العلماء أجمعوا علی أنہ لا یحل لحاکم ولا مفت بتقلید رجل واحد بحیث لا یحکم ولا یفتی فی شیء من الأحکام إلا بقولہ۔'' انتھی

''کسی متعین مجتہد کی تقلید کے واجب ہونے پر نہ کوئی شرعی دلیل ہے اور نہ عقلی، جیسا کہ حنفی علما میں سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور اپنی تحریر الاصول نامی کتاب میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مالکی علما میں سے شیخ ابن عبدالسلام نے مختصر منتہی الاصول میں اور شافعی علماء میں سے محقق عضدالدین نے تقلید کے عدم وجوب کی صراحت کی ہے اور ابن امیر الحاج نے ''التقریر شرح التحریر'' میں ذکر کیا ہے کہ قرون ماضیہ کے علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ کسی حاکم اور مفتی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایک آدمی کی اس طرح تقلید کریں کہ حاکم اس کے قول کے بغیر حکم صادر نہ کرے اور مفتی اس کے قول کے بغیر فتویٰ جاری نہ کرے۔''

جیسا کہ علامہ قرافی نے تنقیح میں فرمایا :

''وأجمع الصحابۃ علی أن من استفتی أبا بکر و عمر رضی اللہ عنھما فلہ أن یستفتی أبا ھریرۃ ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنھما وغیرھما، ویعمل بقولھما من غیر نکیر۔'' انتھی (شرح تنقیح الأصول للقرافی ص : ۳۳۹)

''اور اجماع کیا ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس بات پر کہ مثلاً جس شخص نے مسئلہ پوچھا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ مسئلہ پوچھے حضرت ابوہریرہ و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے اور عمل کرے قول پر ان دونوں کے بغیر نکیر کے۔''

پس معلوم ہوا کہ کوئی شخص حنفی مذہب بغیر تلہی فی الذہب کسی مسئلہ پر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے عمل کرے، اگرچہ کوئی ضرورت داعی بھی اوپر عمل کرنے مسئلہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کے نہ ہو، جائز و درست ہے۔ مثلاً کوئی حنفی الذہب اگر وتر ایک رکعت یا پانچ رکعت محض باتباع سنت کے پڑھے تو اس کو ثواب ہوگا اور معاذ اللہ اڑے رہنا اوپر اسد قول امام کے جو صریح مخالف حدیث صحیح غیر منسوخ و غیر مؤول کے ہو، باوجود قدرت رجوع کرنے کے طرف ان احادیث صحیحہ کے کہ مخالف قول امام کے ہیں اور نہ چھوڑنا قول امام کا باوجود مخالفت اس کی کہ قول نبی اکرم ﷺ سے، از قسم شرک و اتخاذ ارباب من دون اللہ کے ہے۔ کسی مسلمان کو ایسی تقلید کرنا حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ...الحشر ۷

''اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ۔''

اور بھی فرمایا :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ... ۲۱ ...الأحزاب

''بلاشبہ یقینا تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔''

اور بھی فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ... ۵۹ ...النساء

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔''

اور بھی فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۲ ...الحجرات

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو۔''

پس جبکہ بلند کرنے سے آواز کو آواز پر نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا، کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ صریح مخالفت قول نبی کی کرتے ہیں اور اسی قول مخالف کو اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں؟

مولانا اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ ''تنویر العینین'' میں فرماتے ہیں:

''لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع إلی الروایات المنقولة عن النبی ﷺ، الصریحة الدالة علی خلاف قول الإمام المقلد، فإن لم یترک قول إمامه ففیه شائبة من الشرک، کما یدل علیه حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم أنه سأل رسول اللہ ﷺ عن قوله (اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ) فقال: یا رسول اللہ إنا لم نتخذ أحبارنا ورهباننا أربابا، فقال: إنکم حللتم ما أحلوا وحرمتم ما حرموا۔'' انتهی (تنویر العینین ص: ۱۱۰، ۱۱۱)

''اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیسے جائز ہو سکتی ہے کسی معین شخص کی تقلید، اس کے باوجود کہ نبی ﷺ سے منقول صریح روایات جو امام مقلد کے قول کے خلاف دلالت کرتی ہیں، ان کی طرف رجوع کرنا ممکن ہے۔ پس اگر وہ اپنے امام کے قول کو ترک نہیں کرتا ہے تو اس میں شرک کا شائبہ ہے، جیسا کہ عدی بن حاتم کے واسطے سے ترمذی کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا: ''ان لوگوں نے اپنے احبار و رہبان اور مسیح بن مریم کو اللہ کے بالمقابل رب بنا رکھا ہے۔'' تو اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے تو اپنے احبار و رہبان کو رب نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے وہ چیزیں حلال کر لیں جنھیں انھوں نے حلال کیا اور وہ چیزیں حرام کر لیں جنھیں انھوں نے حرام قرار دے دیا۔ ختم شد۔''

شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے:

''لا یجوز ترک آیة أو خبر صحیح بقول صاحب أو إمام، ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا مبینا وخرج عن دین اللہ۔'' انتهی (الفتوحات المکیة لابن عربی ۲/ ۱۶۴)

''کسی صحابی یا امام کے قول کی بنیاد پر کسی آیت یا خبر صحیح کا ترک جائز نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا وہ واضح گمراہی میں مبتلا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے دین سے خارج ہو گیا۔ ختم شد۔''

عبدالوہاب شعرانی نے ''الیواقیت والجواھر'' میں لکھا ہے:

''وکان الإمام أحمد یقول: لیس لأحد مع اللہ ورسوله کلام، لا تقلدنی، ولا تقلدن مالکا، ولا الأوزاعی، ولا النخعی ولا غیرهم، وخذ الأحکام من حیث أخذوه من الکتاب والسنة۔'' (فتاویٰ ابن تیمیة

(۲۰ ۱۲۲) إعلام الموقعين ۲ ۳۰۲)

''اورامام احمد کہا کرتے تھے: اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ کسی کو کلام کا حق نہیں۔ تم میری تقلید کرو اور نہ مالک اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی وغیرہ کی۔ احکام کا استنباط وہاں سے کرو جس کتاب وسنت سے انھوں نے کیا۔''

اور فرمایا امام ابوحنیفہ نے: ''اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ''

اور فرمایا امام شافعی نے جیسا کہ شرح میں جیسا کہ میزان شعرانی اور ردالمحتار میں ہے:

''إذا صح الحدیث فهو مذهبي'' (المجموع للنووی (۱ ۶۳) ردالمحتار ۱ ۳۸۵)

''اگر کوئی حدیث صحیح ہے تو وہی میرا مذہب ہے۔''

اور اسی طرح دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ نقل سب عبارتوں کی موجب طوالت ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی بسطاً و تحقیقاً کتاب ''معیار الحق'' للمحدث الدیلوي میں موجود ہے۔ من شاء فلینظر۔

حررہ أبو الطیب محمد شمس الحق عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین أبو الطیب محمد شمس الحق ۱۲۹۵ھ
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 98

محدث فتویٰ